Al-Asr International Research
Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
March 30, 2026

The Faruqi Model of Governance and Its Relevance for Contemporary Muslim Rulers

طرزِ حکمرانی کا فاروقی نہج اور مسلم حکمرانِ وقت

Dr. Muhammad Naeem Anwar
Associate Professor, Department of Islamic Studies, GC University Lahore
Email: dr.naeemanwer@gcu.edu.pk

Muhammad Haider Zamir
Visiting faculty Punjab university Lahore
Email: haafizhaider@gmail.com

Abstract:
This study explores the governance model of ʿUmar ibn al-Khaṭṭāb (RA) as an exemplary and comprehensive framework for Islamic political administration. The Faruqi system of governance was founded upon the core principles of shūrā (consultation), justice, administrative transparency, financial integrity, equality, and public welfare. The research highlights how ʿUmar (RA) institutionalized the structure of the caliphate through consultative decision-making, organized provinces and districts, established strict criteria for the appointment of governors, and prioritized the protection of citizens' rights. His policies of accountability, supervision of officials, and efficient management of the public treasury set the foundations for a true welfare state. The study concludes that contemporary Muslim rulers can achieve political stability, social harmony, and sustainable development by adopting the Faruqi model of governance, which stands as a timeless example of just and effective leadership.

Keywords: Islamic Governance, Faruqi Model, Justice, Shūrā, Accountability, Welfare State

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور اسلامی تاریخ کا روشن ترین باب ہے۔ان کا طرزِ حکمرانی آج بھی دنیا بھر کے مسلم حکمرانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

عدل وانصاف، عوام کی بہبود، احتسابِ نفس، اور سادگی ان کی حکمرانی کی نمایاں خصوصیات تھیں۔

فاروقی نہجِ حکمرانی کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ خلیفہ خود کو عوام کا خادم سمجھتا تھا، حاکم نہیں۔راتوں کو مدینے کی گلیوں میں گشت کرنا، عوام کی پریشانیاں خود سننا، اور ان کے مسائل فوری حل کرنا ان کا معمول تھا۔انہوں نے کبھی اپنے لیے کوئی مراعات یا امتیازات حاصل نہیں کیے۔

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2026

اس کے بر عکس، آج کے بیشتر مسلم حکمران اس اصل سے بہت دور ہو چکے ہیں۔ آج کی مسلم حکومتوں میں استبداد، آمریت، اور خاندانی بادشاہت کا رجحان غالب ہے۔ عوام کی فلاح و بہبود کے بجائے ذاتی مفادات اور اقتدار کی حفاظت اولین ترجیح بن چکی ہے۔

فاروقی طرزِ حکمرانی میں شورائیت اور عوام کی رائے کو اہمیت دی جاتی تھی، جبکہ آج کے مسلم حکمران مشاورت کو محض رسمی سمجھتے ہیں۔ ان کی زندگیاں عیش و عشرت میں گزرتی ہیں، جبکہ عوام بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا (1)

”اللہ نے ایسے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے (جس کا ایفا اور تعمیل اُمت پر لازم ہے) جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ضرور انہی کو زمین میں خلافت (یعنی اَمانتِ اِقتدار کا حق) عطا فرمائے گا جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو (حقِ) حکومت بخشا تھا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے لیے ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے (غلبہ واقتدار کے ذریعہ) مضبوط و مستحکم فرما دے گا اور وہ ضرور (اس تمکّن کے باعث) ان کے پچھلے خوف کو (جو ان کی سیاسی، معاشی اور سماجی کمزوری کی وجہ سے تھا) ان کے لیے امن و حفاظت کی حالت سے بدل دے گا، وہ (بے خوف ہو کر) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے (یعنی صرف میرے حکم اور نظام کے تابع رہیں گے)۔“

جب ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو لفظ تاریخ اپنے دامن اسلام سے ہمیں روشن راہوں کی طرف گامزن کرتا ہے۔ اس لیے تاریخ کا مطلب ہی یہ ہے کہ فطرت کے حالات اور واقعات جو انسان کے حالات میں تغیرات پیدا کرتے ہیں اور خود انسان جو عالم فطرت پر اپنے اثرات ڈالتا ہے ان دونوں کے مجموعے کو اچھی طرح جاننے کو تاریخ کہتے ہیں۔(2)

فاروق اعظمؓ کا قبول اسلام

تاریخ اسلام میں نظام حکومت کے باب میں عہد رسالتماب ﷺ کے بعد جو عہد حکومت تمام زمانوں میں دنیا بھر کے حکمرانوں کے لیے طرز حکمرانی میں چمکتا اور دمکتا رہا ہے اور جس کی طرز حکومت کو آج بھی ہر حکمران وقت اپنے لیے ایک مثال سمجھتا ہے۔ وہ عہد فاروقی حضرت عمر فاروقؓ کا عہد ہے اسلام میں بے شمار داخل ہوئے مگر حضرت عمر فاروقؓ کا اسلام میں داخلہ مکہ کے افق پر آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر ہوا۔ یہ اپنی عمر کی جب ستائیس بہاریں دیکھ چکے تو ان کی زندگی اس موڑ پر آفتاب نبوت کے اعلان بعثت رسالت کے ذریعے مکہ کی وادی میں اسلام کے ساتھ وابستہ ہوئی۔ ان کی ہمشیرہ فاطمہؓ کا ایک جملہ ان کو دعوت اسلام کی طرف راغب کر گیا۔ اے عمرؓ! تم سے جتنا ظلم ہو سکے کر لو ہم اسلام کو چھوڑنے والے ہرگز نہیں۔ ان کی اس استقامت پر اللہ کی رحمت کا دروازہ ان پر کھل گیا اور ان کی آنکھیں قرآن

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2026

کے اس نور سے منور ہوئیں۔ جس نے ان آیات کے ذریعے ان کے مقدر کو بدل ڈالا۔ سبح للّٰہ مافی السموات والارض وھوالعزیزالحکیم۔(3)ان آیات کا دل پر ایسا اثر پڑا کہ اپنی زندگی کے پہلے کے سارے خیالات واثرات بھول گئے اور قرآنی آیات کی تلاوت کے دوران اس حکم پر ڈھیر ہو گئے۔ امنوا باللہ ورسولہ اسی الوہی حکم پر پکار اٹھے۔اشھد ان لاالہ الا اللہ واشہد ان محمد ا رسول اللہ اب اپنی اس ایمانی کیفیت کے اعلانیہ اظہار کے لیے در رسالت کی جانب متوجہ ہوئے کوہ صفا کے دامن میں دار ارقم آئے اور دستک دی اور اپنانام بتایا۔یہ شمشیر بکف تھے سب چوکنا ہوئے۔

حضرت سیدنا امیر حمزہ بولے، اگر خیر کا آنا ہے تو خوش آمدید و گرنہ اس کی تلوار اور اسی کا سر ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ مشیت الٰہی سے آگے بڑھے اور ان کا دامن پکڑ کر کہا اے عمر! کس لیے آنا ہوا، عرض کیا اشھد ان لاالہ الا اللہ واشھد ان محمد ا رسول اللہ۔ اس عظیم خوشخبری پر سب صحابہ کرامؓ نے بڑی خوشی وانبساط سے نعرہ تکبیر اللہ اکبر فضاؤں میں بلند کیا مکہ کی ساری پہاڑیاں اس نعرے سے گونج اٹھی۔(3)

حضرت عمر فاروقؓ کا اسلام میں بارعب داخلہ، ان کی ساری حیات میں اسلام کے دشمنوں کو ان کے کردار کی عظمت اور ان کے انداز حکمرانی کی سطوت سے مرعوب کرتا رہا اور ان کے قبول اسلام کے ساتھ خانہ کعبہ میں سب مسلمانوں نے اجتماعی نماز ادا کی، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ

فلما اسلم عمر قاتل قریشا حتی صلی عند الکعبۃ وصلینا معہ۔(4)

”جب عمر فاروقؓ اسلام لائے تو قریش سے مزاحم ہوئے یہاں تک کہ کعبہ میں نماز پڑھی اور ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔“

ہجرت مدینہ کا وقت آیا تو اعلانیہ ہجرت کی اور ان کے ساتھ ۲۰ آدمی بھی سفر ہجرت میں شریک تھے۔

میثاق اخوت:

میثاق اخوت کے وقت حضرت عتبان بن مالک سردار قبیلہ بنی سالم کے بھائی بنائے گئے،(5) جس کے تحت اپنے بھائی کی جائیداد، مال واسباب اور نقدی میں آدھے کے وارث بنائے گئے اور اس مادی دنیا میں یہ عجب میثاق اخوت تھا جس کی مثال دنیا نے نہ پہلے دیکھی تھی اور نہ آج تک انسانیت دیکھ سکی ہے۔ جب 623 عیسوی اور 11 ہجری میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو سقیفہ بنی ساعدہ میں مسئلہ استخلاف میں آپ ہی کی بیدار مغزی سے یہ معاملہ حل ہوا اور جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت سوا دو سال کے بعد ان کے وصال کے ذریعے ختم ہوئی تو انہوں نے اپنے مابعد حضرت عمر فاروقؓ کو ہی اکابر صحابہؓ کے مشورے کے بعد نامزد کیا۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
March 30, 2026

فاروق اعظمؓ کی حکمرانی کا جمہوری انداز

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد میں اسلام کی نظام حکومت کی آج کی دنیا کے مطابق ایک منظم، مربوط اور فعال داغ بیل ڈالی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی مضبوط حکومت کے ذریعے ہی اپنی سلطنت کو وسعت دی۔ قیصر و کسریٰ کی وسیع سلطنتیں ٹوٹ کر اسلامی ریاست میں ضم ہو گئیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی حکمرانی شخصی نہ رکھی بلکہ جمہوری رکھی۔ حکمرانی کا جمہوری انداز ہی تعلیمات اسلام کے موافق ہے۔ شخصی حکمرانی میں عوام کی رائے شامل نہیں ہوتی ہے جبکہ جمہوری حکمرانی میں ہر مسئلے میں عوام کی رائے پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ جمہوری طرز حکمرانی میں مسند نشین حکومت کے ذاتی اختیارات نہیں رہتے۔ اس کے سارے اختیارات جماعت میں فنا ہو جاتے ہیں اور وہ جماعت کے ایک فرد کے طور پر ان کی اجتماعی رائے کے مطابق حکومت کرتا ہے جبکہ شخصی طرز حکمرانی میں ایک شخص ہی تمام تر معاملات میں کل اختیارات اور تمام قضایا اور فیصلہ جات کا مالک ہوتا ہے۔

جمہوری طرز حکمرانی عربوں کے فطرتی مزاج سے ہم آہنگ ہے ان کے قبائل کے سردار بھی جمہوری اصول پر منتخب کیے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے تمام فیصلہ جات کو جمہوری انداز میں کیا ہے اور جب بھی کسی مسئلے کے لیے کسی رائے کی ضرورت ہوتی تھی۔ آپؓ "الصلوۃ جامعۃ" کے ذریعے ایک اعلان کراتے تھے جس کے مطابق لوگ مسجد نبوی میں ہو جاتے تھے تو آپؓ دو رکعت نماز نفل ادا کرتے تھے اور اسکے بعد حضرت عمر فاروقؓ اپنا مدعا اور اپنا مقصود لوگوں کے سامنے بیان کرتے تھے۔ معمولی اور روزمرہ کے فیصلے اس مجلس میں کیا کرتے تھے۔ جب عراق اور شام فتح ہوئے تو اب بعض صحابہ کرامؓ نے مشورہ دیا۔ تمام مفتوحہ علاقے فوج کو بطور جاگیر دے دیئے جائیں اور اس حوالے سے بہت بڑی مجلس منعقد ہوئی۔ مہاجرین اور انصار میں سے دس دس بڑے سردار مشورے کے لیے بلائے گئے۔ انصار میں سے پانچ اوس سے اور پانچ خزرج سے لیے گئے۔ ان سے مشاورت کرتے ہوئے فرمایا میں بھی تم میں سے ایک فرد ہوں اور میں نہیں چاہتا کوئی صرف میری وجہ سے میری رائے کی پیروی کرے اس لیے دوٹوک اعلان کیا۔

ولیس ارید ان تتبعوا ھذا الذی ھوای۔(6)

اسی طرح 21 ہجری میں نہاوند کا جنگی معرکہ پیش آیا اس معرکے کے لیے یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ خلیفہ وقت بھی بنفس نفیس اس معرکے میں شریک ہو یا نہ ہو۔ مجلس شوریٰ اس مسئلے پر منعقد ہوئی۔ حضرت عثمان غنیؓ، طلحہ بن عبداللہؓ، زبیر بن العوامؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ نے باری باری اپنی تقاریر کیں اور رائے دی کہ آپ کا خود

OPEN ACCESS
CC BY

موقع جنگ پر جانا مناسب نہیں پھر حضرت علی المرتضیٰؓ نے کھڑے ہو کر اس موقف کی تائید میں تقریر کی کثرت رائے سے یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت عمر فاروقؓ موقع جنگ پر نہ جائیں۔(7)

اسی طرح فوج کی تنخواہوں، عمال کے تقرر اور غیر قوموں کو تجارت کی آزادی اور ان سے محصول کی وصولی کے لیے عام فیصلہ جات بھی مجلس شوریٰ کے ذریعے کیے گئے۔ حضرت عمر فاروقؓ کا انداز حکمرانی سراسر جمہوری تھا۔ شخصی ہر گز نہ تھا اور خلافت کی ساری بنیاد ہی جمہوریت پر تھی اور یہی جمہوریت خلافت کی اصطلاح میں مشاورت تھی۔اس لیے حضرت عمر فاروقؓ نے اسلامی طرز حکمرانی اور خلافت کی اساس بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لا خلافۃ الا عن مشورۃ۔(8)

”خلافت کا طرز حکومت صرف اور صرف مشاورت پر منحصر ہے۔“

مجلس شوریٰ کے علاوہ ایک مجلس روزانہ حکومتی معاملات کا جائزہ لینے کے لیے منعقد ہوئی تھی اور یہ مجلس مسجد نبوی میں منعقد ہوتی تھی۔ جس میں اہل الرائے صحابہ کرامؓ شریک ہوتے تھے اور جس میں نظام خلافت کے ماتحت علاقوں سے آنے والی خبروں کا جائزہ لیا جاتا تھا اور اس حوالے سے اجتماعی رائے پر مبنی اقدامات اٹھائے جاتے تھے۔ اسی طرح جب کوفہ، بصرہ اور شام میں عمال خراج مقرر کرنے کا وقت آیا تو آپؓ نے تینوں صوبوں میں اپنے احکام ارسال کیے کہ وہاں کے لوگ اپنی اجتماعی مرضی اور رائے کے مطابق اپنی پسند کے لوگوں کے نام بھیجیں جو ان کے نزدیک زیادہ دیانتدار اور قابل ہوں چنانچہ کوفہ سے عثمان بن فرقد، بصرہ سے حجاج بن علاط، شام سے معن بن یزید کا نام منتخب کر کے بھیجا گیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ان ہی علاقوں کا ان لوگوں کو حاکم مقرر کیا۔(9)

اور یہی اجتماعی رائے اگر کسی عامل کے خلاف ہو جاتی اور اس کا جرم ثابت ہو جاتا تو آپ لوگوں کی اس جمہوری رائے کے احترام میں اس عامل کو اس کی ذمہ داریوں سے معزول کر دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیائے اسلام کے عظیم اور نامور فاتح سعد بن ابی وقاصؓ بہت رتبے اور مرتبے کے صحابی رسول تھے اور نوشیر وانی پائے تخت کے فاتح تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا جب کثرت کے ساتھ لوگوں کی ان کے خلاف شکایات موصول ہوئیں تو آپ نے فوراً ان کو ان کی گورنر شپ سے معزول کر دیا۔(10)

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
March 30, 2026

جمہوری طرز حکمرانی کے راہنما اصول

جمہوری طرز حکمرانی کا یہ اصول اسلامی نظام حکومت میں رہا ہے کہ ہر شخص کو اپنے حقوق اور اپنے اپنے فرائض کی حفاظت اور ذمہ داری کا پورا پورا شعور تھا اور حضرت عمر فاروقؓ کی حکومت میں ہر شخص کو نہایت آزادی حاصل تھی۔ لوگ اعلانیہ اپنے جمہوری حقوق کا اظہار کرتے تھے اور کوئی بھی سرکاری اہلکار اور عامل ان کے حقوق کو سلب نہیں کر سکتا تھا۔(11)

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی جمہوری طرز حکمرانی کو سب سے زیادہ اپنی ذات پر نافذ کیا ہوا تھا۔ جب ایک حاکم خود جمہوری سوچ کا مالک ہو تو نتیجتاً ہر جگہ جمہوری روایات کی پاسداری نظر آتی ہے۔ جمہوری طرز حکمرانی کا اولین اصول یہ ہے کہ حاکم وقت عام لوگوں کے ساتھ عام حقوق میں برابری اور مساوات رکھنے والا ہو۔ وہ عام لوگوں کی طرح قانون کی پابندی کرے اور قانون کی پابندی سے خود کو مستثنیٰ نہ بنائے۔ ملک کی آمدنی اپنی ذات پر بے جا صرف نہ کرے۔ عام معاشرت میں اس کی حاکمانہ حیثیت کو ملحوظ نہ رکھا جائے اور اس کے اختیارات محدود ہوں اور وہ مطلق العنان ہر گز نہ ہو۔ ہر شخص کو اس پر تنقید اور نکتہ چینی کا بنیادی جمہوری حق حاصل ہو۔

حضرت عمر فاروقؓ نے یہ سارے جمہوری ضابطے اور اصول اپنی ذات پر لاگو کیے ہوئے تھے۔ وہ اپنے طرز حکمرانی میں اس قدر جمہوری رویے کے حامل تھے۔ آج بڑی سے بڑی اور نامور جمہوریتوں اور جمہوری حکمرانوں میں ایسے جمہوری حقوق کی مثالیں ناپید نظر آتی ہیں۔ وہ اس حوالے سے خود جہاں لوگوں کو ان کے جمہوری حقوق اپنی حاکمانہ ذات کے بارے میں بتاتے ہیں وہیں اپنی ذات کو بحیثیت حاکم اپنی ذمہ داریوں کی یاد دہانی بھی کراتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

انما انا وما لکم لی الیتیم ان استغنیت استعففت وان افتقرت اکلت بالمعروف لکم علی ایھا الناس فصال فخذو لی بھا لکم علی ان لا اجتبی شیئا من خراجکم ولا فیما افاء اللہ علیکم الا ومن وجہہ ولکم علی اذا وقع فی یدی ان لا یخرج منی الا فی حقہ ولکم علی ان ازید فی اعطیاتکم واسد ثغورکم ولکم علی ان لا القیکم فی المھالک۔(12)

”مجھ کو تمہارے بیت المال قومی خزانے میں اس قدر حق ہے جتنا یتیم کے مربی کو یتیم کے مال میں حق ہے۔ اگر میں دولت مند ہوں گا تمہارے قومی خزانے سے کچھ نہ لوں گا اور اگر ضرور تمند ہوں گا تو اور لوگوں کی طرح دستور کے موافق کھانے کے لیے کچھ لے لوں گا اور اے لوگو! میرے اوپر تم لوگوں کے متعدد حقوق ہیں جن کا تم مجھ سے مواخذہ کر سکتے ہو۔ ایک یہ کہ تم سے خراج اور مال غنیمت و ملکی ٹیکس بے جا طور پر جمع نہ کروں۔ ایک یہ کہ جب میرے ہاتھ میں خراج، مال غنیمت و ملکی ٹیکس آئیں تو ان کو بے جا

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2026

طور پر خرچ نہ کروں ایک یہ کہ میں تمہارے روزینے و تنخواہیں بڑھادوں اور ملکی سرحدیں ودفاع مضبوط و محفوظ رکھوں اور ایک یہ کہ تمہاری زندگیوں کو خطرات میں نہ ڈالوں۔"

جمہوریت کا یہ نقشہ اور جمہوری حاکم کا یہ رویہ آج اسلام کے ماننے والوں کو اپنے اپنے وطن اور اپنے اپنے خطے میں درکار ہے۔ایک موقع پر کسی عام شہری نے امیر المومنین کو ٹوک دیااور روک دیااور انتہائی سخت اور ترش الفاظ کہتے ہوئے یوں مخاطب ہوا۔

اتق اللہ یا عمر۔(13)

"اے عمر اللہ سے ڈرو۔"

وہاں موجود لوگوں میں سے کسی نے اسے روکا کہ ایسا نہ کہو۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا نہیں اسے کہنے دو۔اگر یہ لوگ نہ کہیں گے تو انہوں نے اپنا حق امانت پورا نہیں کیااور اگر ہم نہ مانیں تو ہم نے اپنے ادائے فرض کو نبھایا نہیں ہے۔(14)

فاروق اعظمؓ عظیم منتظم

حضرت عمر فاروقؓ نے ان ہی جمہوری اصولوں پر اپنی حکومت کو قائم کیا۔ حکومت کے نظام اور اس کے نسق وانتظام کی خوبی وحسن یہ ہے کہ تمام شعبہ جات ترقی کریں اور سب ایک دوسرے سے ممتاز اور منفرد بھی ہوں اور یہی حکومتی ترقی کی بڑی دلیل ہے۔ نظام حکومت کی خوبی کا پہلو یہ ہے کہ یہ نظام حکومت جتنے خطے اور رقبے اور علاقے پر مشتمل ہے۔ وہ رقبے اور علاقے مختلف چھوٹے یونٹوں، ضلعوں اور صوبوں میں تقسیم ہوں۔ حضرت عمر فاروقؓ اسلام میں وہ پہلے حکمران ہیں جنھوں نے اپنے زیر سلطنت علاقوں کو صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کیا۔ ہر علاقے کی موزوں اور مناسب حدود کا تعین کیا آپ نے اپنی ماتحت سلطنت کو آٹھ صوبوں میں تقسیم کیا۔

جن میں مکہ، مدینہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر اور فلسطین شامل تھے۔ یہ انتظام حضرت عمر فاروقؓ نے 20 ہجری میں کیا تھا۔ بعد ازاں سلطنت کی وسعت کے ساتھ مزید صوبوں فارس، خوزستان اور کرمان وغیرہ کا بھی اضافہ ہوا، ہر صوبے کے نیچے 10 سے پندرہ تک اضلاع تھے، صوبے کا بڑاافسر گورنر وعامل ہوتا تھااس کے ساتھ کاتب، میر منشی، کاتب دیوان فوج کا میر منشی، صاحب الخراج کلکٹر، صاحب احداث پولیس افسر اور صاحب بیت المال افسر خزانہ، قاضی یعنی صدر الصدور و منصف ہوتے تھے۔(15)

OPEN ACCESS
CC BY

اضلاع میں عامل، افسر خزانہ اور قاضی وغیرہ ہوتے تھے۔ یہ سب کے سب گورنر کے ماتحت اور اس کی زیر نگرانی حکومتی معاملات چلاتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ان اہم ذمہ داریوں پر تقرر کے لیے ایک ضابطہ انتخاب بھی وضع کیا ہوا تھا۔ آپ لوگوں میں سے اس کا انتخاب کرتے تھے جو انتہائی قابل، لائق، راست باز اور متدین ہوتا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کی ان عہدیداروں کے لیے یہ بیدار مغزی اور نکتہ رسی اور یہ تدبیر اور یہ سیاست دانی ان کو تاریخ عالم کے ہزاروں، لاکھوں راہنمائے سیاست میں ایک منفرد اور ایک ممتاز پر مقام پر فائز کرتی ہے اور ان کی جوہر شناس طبیعت نے ہمیشہ قابل، لائق اور اچھے لوگوں کو ہر ذمہ داری کے لیے تراشا ہے اور ان کو منتخب کیا ہے۔

آپ نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کی تجویز پر سرکاری اہلکاروں کی بیش از بیش تنخواہیں مقرر کیں تھیں تاکہ یہ ہر قسم کی خیانت ورشوت سے محفوظ رہیں۔ اگر کوئی عہدہ زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا تو اس کے انتخاب کے لیے مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد کرتے اور جو شخص تمام ارکان مجلس شوریٰ کی طرف سے منتخب کیا جاتا تھا۔ اس کو کسی انتہائی اہم ذمہ داری پر مامور کرتے تھے۔ عثمان بن حنیف کا تقرر اسی ضابطے کے مطابق ہوا تھا۔(16)

آپ عاملوں کو ان کے فرائض بتاتے تھے اور ان پر کاربند رہنے کے لیے ان کو پابند کرتے تھے۔

الا وانی کم ابعثہم امراء ولا جبارین ولکن بعثتہم ائمۃ الھدی یھتدی بکم فادروا علی المسلمین حقوقھم ولا تضربوا فتذلوھم ولا تحمدوھم فتفتنوھم ولا تغلقوا الابواب دونہم فیا کل قویہم ضعیفہم ولا تستاثروا علیہم فتظلموھم۔(17)

"یاد رکھو میں نے تم کو لوگوں پر صرف حکم چلانے والا مقرر نہیں کیا ہے اور نہ ان پر ظلم و جبر کرنے والا مقرر کیا ہے بلکہ میں نے تم کو ان پر راہنما مقرر کیا تاکہ وہ تمہاری زندگی کی پیروی کریں اور تم سب مسلمانوں کے بلا تفریق حقوق ادا کرو ان پر کسی قسم کا تشدد اور ظلم نہ کرو اور نہ ہی ان کو ذلیل ورسوا کرو اور نہ ہی ان کی بے جا تعریف کرو کہ وہ آزمائش میں مبتلا ہوں اور ان لوگوں کے لیے اپنے دروازے بند نہ کرو کہ کہیں ان کے قوت والے ان کے کمزوروں کو نقصان نہ پہنچائیں اور ان میں سے کسی کو ایسی ترجیح نہ دو کہ وہ دوسرے لوگوں پر ظلم کرے۔"

حاکمانہ صفات

غرضیکہ آپؓ کے عہد حکومت میں ہر عامل و گورنر سے اس زمانے کے مطابق وعدہ وعہد لیا جاتا تھا کہ وہ تعیش کی زندگی بسر نہیں کرے گا اور عام لوگوں کی طرح سادہ طرز زندگی کو اپنائے گا۔ ظاہری نمود و نمائش سے اعراض کرے گا اور عام لوگوں کی خدمت کے لیے اپنے دروازے ہمیشہ کھولے رکھے گا۔(18)

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2026

آپؓ جوں ہی کسی شخص کو عامل و گورنر مقرر کرتے تھے۔اس کے پاس جس قدر مال واسباب ہوتا تھا اس کی مفصل فہرست تیار کرا کے رکھ لیتے تھے۔اگر کسی حکومتی عہدیدار، وزیر، مشیر اور گورنر کے مال واسباب میں کوئی غیر معمولی ترقی اور اضافہ دوران حکومت ہوتا تھا تو اس کا مواخذہ کیا جاتا تھا۔

ایک موقع پر کچھ عمال اس ضابطے کی زد میں آئے تو آپ نے ان کے سب مال واسباب کا جائزہ لے کر زائد مال کو بیت المال، قومی خزانے میں جمع کر لیا تھا۔آپؓ عمال کو یہ تاکیدی حکم دیتے تھے کہ تم لوگوں کے حقوق کو ضائع اور تلف نہ کرو ورنہ وہ لوگ کفران نعمت کرتے ہوئے تمہارے خلاف ہو جائیں گے۔عمال کی جتنی بھی شکایات آتی تھیں ان کے تدارک کے لیے محمد بن مسلمہ کی ڈیوٹی لگی ہوئی تھی وہ موقع پر جا کر لوگوں کی رائے معلوم کرتے تھے۔(19)

گورنر و عمال کی اس کڑی نگرانی کا مقصد یہ تھا کہ تمام ملک و سلطنت میں ہر سطح پر مساوات اور جمہوریت کی روح کو فروغ دیا جائے جس کے لیے ضروری تھا کہ جو حکومت کے اہلکار ہیں اور جو عہدیدار امیر المومنین کے دست و بازو اور ارکان سلطنت میں سے ہیں وہ اس کی عملی مثال بنیں۔اس لیے کہ ان کے افعال کا اثر معاشرے کے تمام افراد پر پڑتا ہے۔اگر ارکان سلطنت کا طرز حیات اور طرز معاشرت جدا اور ممتاز ہو گا تو لوگوں کے دلوں میں ان کے بارے میں نفرت اور حقارت پیدا ہو گی اور رفتہ رفتہ یہ ساری چیزیں نظام حکومت کو جمہوریت سے نکال کر شخصی آمریت کی طرف لے جائیں گی۔ شخصی آمریت میں ایک ہی شخص آقا ہوتا ہے اور کل جہاں اس کا غلام ہوتا ہے۔

ماتحت علاقوں والوں سے سلوک

حضرت عمر فاروقؓ سیاست کے اصولوں سے خوب واقف تھے۔آپؓ اپنی خلافت کے ماتحت خطوں کے حالات اور ان کے باسیوں کی نفسیات کو اچھی طرح جانتے تھے۔عراق، ایران میں مدت سے کسان و دہقان چلے آتے تھے۔اسلام کی فتح کے بعد بھی ان کا زور اور اقتدار قائم تھا۔آپ نے ان کے لیے تنخواہیں مقرر کر دیں جس کی وجہ سے وہ بالکل رام ہو گئے۔شام اور مصر کے لوگ رومیوں کے ظلم سے بہت تنگ آئے ہوئے تھے۔وہ ایک عادل اور منصف حکومت کے طالب تھے اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو متعدد مراعاتیں بھی عطا کیں جس کی بنا پر انہوں نے کہا ہم کو مسلمان رومیوں کی نسبت زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہیں۔(20)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2026

مصر میں مقوقس رومی سلطنت کا نمائندہ اور نائب تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے شروع سے ہی اس کے ساتھ حسن سلوک اور اعلیٰ برتاؤ کا مظاہرہ کیا تھا جس کی وجہ سے وہ ناخرید غلام بن گیا تھا اور اس کی وجہ سے تمام مصری رعایا دل سے حلقہ بگوش اسلام ہو گئی تھی مقوقس نے جنگی مقامات پر عرب مسلمان خاندانوں کو آباد کرا دیا تھا اور فوجی چھاؤنیاں قائم کرادیں تھیں۔ جس کی وجہ سے سینکڑوں میل تک کا علاقہ محفوظ ہو گیا تھا اور کسی کو بھی بغاوت کی جرات نہ ہوتی تھی۔(21)

عادلانہ نظام کا قیام

حضرت عمر فاروقؓ نے امیر و غریب سردار و غلام کے لیے بحیثیت حاکم قانون کو یکساں بنادیا تھا۔ ہر کوئی قانون کی نظر میں برابر تھا کسی کو بھی اپنے معاشرتی درجہ و مرتبہ کی بناپر قانون پر کوئی فوقیت اور ترجیح حاصل نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جبلہ بن الایہم غسانی شام کا مشہور رئیس اور بادشاہ تھا۔ وہ مسلمان ہو گیا تھا کعبے کا طواف کرتے ہوئے اس کی چادر کا ایک کونہ و گوشہ کسی عام شخص کے پاؤں میں آگیا۔ جبلہ نے اس شخص کے منہ پر تھپڑ رسید کر دیا اور اس نے بھی اس کو برابر کا جواب دیا اس سے وہ انتہائی طیش اور غصے میں آگیا۔

اپنا مقدمہ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس لایا۔آپ نے اس کی شکایت کو اچھی طرح سنا اور اس کے بعد فیصلہ دیا کہ تم نے جو کچھ کیا تھا اس کی سزا پائی ہے۔ اس کو اس فیصلے پر سخت حیرت ہوئی اور کہا کہ ہم اس رتبے کے لوگ ہیں کہ کوئی شخص ہمارے ساتھ ہمارے وطن میں گستاخی سے پیش آئے تو وہ قتل کا مستحق ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں یہاں بھی ایسا ہی ہوتا تھا لیکن اسلام نے پست و بلند سب کو ایک اور برابر کر دیا ہے۔ غرضیکہ آپ نے اس بادشاہ کی خاطر اسلام کے قانون کو نہیں بدلا ہے بلکہ اس کو اسلام کے قانون کی خود کو بدلنے کا پابند کیا ہے۔(22)

مراتب کے لحاظ سے تنخواہوں کا تعین

حضرت عمر فاروقؓ صرف ایک ہی نگاہ سے اپنی ساری رعایا کو دیکھتے تھے اس حوالے سے اپنے عزیز و اقارب حتیٰ کہ اپنی اولاد کو بھی کسی پر ہرگز ترجیح نہ دیتے تھے۔ جب جنگ قادسیہ کے بعد تمام قبائل عرب اور صحابہ کرامؓ کی تنخواہیں مقرر کیں تو بڑے رشک اور منافرت کا موقع پیش آیا۔ سرداران قریش اور رئیسان قبائل اپنے خود ساختہ امتیاز اور اپنے مصنوعی اعزاز کے لیے بے تاب تھے اور حفظ مراتب میں وہ اپنی اولیت دیکھتے تھے، اس بناپر اپنے ناموں کو سر فہرست دیکھتے تھے مگر حضرت عمر فاروقؓ نے ان کے تمام گمان اور خیالات غلط کر دیئے اور انہوں نے لوگوں کی دولت و جاہ قوت و ناموری، شہرت اعزاز و امتیاز کی کچھ پرواہ نہ کی۔ ان سب مصنوعی

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2026

معاشرتی خصوصیات کو مٹا کر ایک اسلامی خصوصیت تنخواہ کے زیادہ اور کم ہونے میں مقرر کی جو لوگ اول اسلام لائے اور جنہوں نے جہاد میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

یا رسول اللہ ﷺ کی قربت کی بنا پر اسلام کی خاطر بہت زیادہ قربانیاں دیں۔آپؓ نے ان کو دوسروں پر ترجیح دی اور ان خصوصیات میں جو برابر درجے کے تھے ان کی تنخواہ برابر مقرر کی۔ یہاں تک اس معالے میں غلام اور آقا کے فرق کو بھی روا نہیں رکھا حالانکہ عربوں میں غلام کے کوئی حقوق نہ تھے۔ یہی وجہ ہے اسامہ بن زیدؓ کی تنخواہ جب اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ سے زیادہ مقرر کی تو حضرت عبداللہؓ نے عذر کیا کہ واللہ اسامہؓ کسی بھی موقع پر مجھ سے آگے نہیں رہا ہے پھر بھی اس کی تنخواہ مجھ سے زیادہ کیوں کی تو اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ اسامہؓ کو تم سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے سب اہل عرب کو اسلام کے جھنڈے کے نیچے بلاامتیاز رنگ و نسل اور قبیلہ و زبان کے جمع کیا جو اس عظیم مقصد سے سر مو انحراف کرتا اس کو سخت سزا دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل عرب میں ایک شعار تھا جنگوں اور لڑائیوں میں فخریہ اپنے قبیلے کی ''جے'' پکارے تھے ہر قبیلے کی اس فخریہ جے کو مٹانے کو اور اسلام کی ''جے'' کو فروغ دینے کے لیے تمام فوجی سپہ سالاروں اور جرنیلوں کو آپ نے لکھا کہ جو لوگ اپنے قبیلے کی ''جے'' کا نعرہ لگائیں ان کو سخت سزا دی جائے۔ چنانچہ ایک موقع پر ایک شخص جو آل ضبد سے تعلق رکھتا تھا اس نے ایک لڑائی میں آل ضبد کا نعرہ لگایا تو آپ نے سال بھر کے لیے اس کی تنخواہ بند کر دی۔(23)

انصاف کی فی الفور دستیابی

حاکم وقت کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی رعایا کو سستا اور فوری انصاف فراہم کرے تاکہ معاشرتی سطح پر کسی قسم کی بے چینی اور بدامنی جنم نہ لے اور معاشرے سے ہر طرح کے فسادات کا قلع قمع ہوتا رہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے نظام حکومت و خلافت کی سب سے بڑی امتیازی بات یہ تھی کہ آپؓ نے اپنی رعایا کو بلاامتیاز رنگ و نسل اور مذہب و عقیدہ سب کو بے لاگ اور سستا عدل و انصاف ریاست کی طرف سے فراہم کیا تھا۔آپؓ کے طرز حکمرانی کی یہی بات سب سے زیادہ مقبولیت کی حامل تھی جس کی وجہ سے اہل عرب آپؓ کے سخت احکامات کو بھی گوارا کر لیتے تھے۔آپؓ کے عدل و انصاف کے سامنے دوست و دشمن کی بالکل تمیز نہ تھی وہ جرائم کی پاداش میں کسی کی عظمت و شان کا بالکل پاس نہیں کرتے تھے۔ حتیٰ کہ لوگ دیکھتے تھے اس اصول پر ان کے اپنے عزیز و اقارب حتیٰ کہ اپنی اولاد کو بھی کوئی خصوصی برتاؤ اور سلوک حاصل نہ تھا۔ اس پر سب لوگ اطمینان کا اظہار کرتے تھے۔ لوگوں نے دیکھا جب آپؓ کے صاحبزادے ابو شحمہ نے شراب پی تو

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2026

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے ہاتھوں سے اس کو 80 کوڑے مارے اور اسی صدمے میں وہ فوت ہو گیا۔ قدامہ بن مظعون بڑے رتبے کے حامل تھے اور حضرت عمر فاروقؓ کے سالے تھے۔ جب ان سے بھی شراب نوشی کا جرم سرزد ہوا تو آپ نے اپنے اسی قریبی رشتے دار سالے کو بھی علانیہ 80 درے لگوائے۔(24)

جوہر شناسی

نظام حکومت و خلافت کو چلانے کے لیے حاکم وقت کو اپنے عہدیداران سلطنت کا انتخاب اپنی جوہر شناسی کی صفت سے کرنا چاہیے تاکہ حکومتی مشینری کے تمام پرزے کارآمد ہوں۔ سب باصلاحیت اور اعلیٰ درجے کی قابلیت کے مالک ہوں اور ہر کوئی اپنے شعبے کا صاحب کمال ہو، اگر ان عہدیداران کی صلاحیت و قابلیت پست ہو گئی تو اس کی بے مثل قیادت بھی قوم کے لیے ثمر آور نہ ہو سکے گی۔ حضرت عمر فاروقؓ کو باری تعالیٰ نے اپنے عہدیداران سلطنت منتخب کرنے کے لیے ایک بہت بڑا جوہر شناس بھی بنایا تھا۔ ان کو اپنی اس صفت میں اپنے ہمعصروں میں امتیاز و انفرادیت حاصل تھی۔ ان کو اپنے تمام متعلقین کی قابلیتوں سے واقفیت حاصل تھی، جس کی بنا پر انہوں نے ان کو عملی ذمہ داریاں تفویض کی تھیں۔ اس لیے سیاست و انتظام کے فن میں اکابر صحابہؓ کے علاوہ شام، کوفہ اور بصرہ کے لیے عمرو بن العاصؓ، امیر معاویہ، مغیرہ بن شعبہ اور زیاد بن سمیہ کو عامل و گورنر کی ذمہ داری دی تھی۔

جبکہ جنگی مہمات کے لیے عیاض بن غنمؓ، سعد بن وقاصؓ، خالد بن ولیدؓ اور نعمان بن مقرنؓ کو منتخب کیا تھا۔ عمرو معدی کرب اور طلیحہ بن خالد پہلوانی اور سپہ گری میں صاحب کمال تھے۔ یہ دونوں فوج کو لڑا نہیں سکتے تھے۔ اس لیے فرمایا ان کو فوج کی سپہ سالاری کی ذمہ داری نہ دی جائے۔ زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن ارقم انشا تحریر میں صاحب کمال تھے۔ ان کو سیکرٹری میر منشی کی ذمہ داری دی۔ قاضی شریحؒ، کعب بن سورؓ، سلیمان بن ربیعہؓ، عبداللہ بن مسعودؓ کو عدالتی ذمہ داریاں تفویض کیں۔ آپ نے جس کو جو ذمہ داری دی اس نے اپنی اس ذمہ داری کو یوں نبھایا کہ ہر کسی نے یوں محسوس کیا کہ گویا کہ وہ اسی ذمہ داری کے لیے پیدا ہوا تھا۔ ایک مشہور عیسائی مورخ لکھتا ہے حضرت عمر فاروقؓ نے صوبوں کے گورنروں اور فوج کے سپہ سالاروں کا انتخاب بلا رورعایت اور انتہائی مناسب اور موزوں قابلیت کی بنا پر کیا تھا۔(25)

مثالی حکومت:

حاکمان وقت کے لیے سیاست ان کی حیات کی عادت کی طرح ہے حکومت و سلطنت کے لیے سیاست لازم و ملزوم ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی سیاست کو بھی شفافیت اور طہارت دی ہے اور اس سیاست کو سنت رسول ﷺ سے مطابقت اور موافقت دی ہے۔ یہی وجہ ہے دنیا بھر کی سیاست میں خدع، مکر، مر فریب، ظاہر

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2026

داری اور نفاق عام ہے دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ اور شہنشاہ اور بڑے بڑے مصلح اپنی سیاست کو وہ رفعت، سطوت اور عظمت نہ دے سکے جس کا اسلوب و منہج ہمیں سیاست مصطفوی ﷺ کی اتباع میں سیاست فاروقیؓ میں نظر آتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کی سیاست میں کوئی فریب و دھوکہ نہ تھا۔ وہ جو کچھ کرتے تھے اعلانیہ کرتے تھے اور سر عام کہتے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو سپہ سالاری سے معزول کیا تو سب کو اعلانیہ بتادیا:

انی لم اعزل خالدا عن سخطۃ ولا خیانۃ ولکن الناس فتنوا بہ فخفت ان یوکلوا الیہ۔

"میں نے خالد بن ولیدؓ کو کسی ناراضگی یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے بلکہ اس وجہ سے کیا ہے کہ لوگ فتوحات میں ان پر بہت زیادہ بھروسہ کرنے لگے تھے۔ اس لیے میں ڈرا کہ ان پر بھروسہ کئی اسلامی فتوحات کو نقصان نہ دے۔"(26)

حضرت عمر فاروقؓ کی یہ ساری حاکمانہ صفات اور ان کی قائدانہ خصوصیات اور ان کے رہبرانہ امتیازات ہمارے مسلم حکمرانوں کے لیے مشعل نور ہیں۔ اگر دنیا کا ہر ہر حاکم اور اسلامی ریاستوں کے سارے حکام اسوہ رسول ﷺ اور اسوہ فاروقیؓ میں ڈھل جائیں تو آج بھی ہر سلطنت اور ہر حکومت لوگوں کے لیے اطمینان اور سکون کا باعث ہو سکتی ہے۔ حکومت وقت اور حکمران عصر کے ساتھ ساتھ ہر شخص کو اپنی ذمہ داریوں کے تناظر میں اپنی حکمرانی کو نتیجہ خیز بنانا ہو گا۔ اسلام نے ہر شخص کو اپنی اپنی سطح پر حاکم بنایا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الا کللکم راع وکللکم مسئول عن رعیتہ(27)۔

آج حاکم وقت اور حکمران و حکومت سے حاکم بیت، تک، حاکم صوبہ سے لے کر حاکم ضلع تک، حتیٰ کہ ہر شعبہ حیات کے حاکم شعبہ سے عام آدمی تک اور ایک لیڈر سے لے کر ایک عام کارکن تک ایک اعلیٰ افسر سے لے کر ایک مالی و نائب قاصد تک ایک گھر کے سربراہ سے لے کر گھر کے ہر باسی تک ہر ایک کو ذمہ دار اور فرض شناس بنانا ہو گا اور اپنے کام کو پوری صلاحیت اور قابلیت سے سرانجام دینا ہو گا۔ تبھی وطن کے ہر گلشن اور گھر کے ہر آنگن کا نقشہ بدلے گا۔ اس عظیم مادر علمی کے راوینز اور اولڈ راوینز بڑے ہی خوش قسمت ہیں جن کو اقبال نے سب سے پہلے اور بعد ازاں اپنی پوری قوم کو اور پھر ملت اسلامیہ کو یہ سبق پڑھا دیا تھا کہ

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2026

نتائجِ تحقیق:

اس مطالعے سے درج ذیل اہم نتائج سامنے آتے ہیں:

1. حضرت عمر فاروقؓ کا طرزِ حکمرانی محض تاریخی واقعہ نہیں بلکہ ایک مربوط، عملی اور ہمہ جہت نظامِ حکومت تھا جو آج کے جدید ریاستی تصورات سے بھی ہم آہنگ نظر آتا ہے۔
2. فاروقی نہجِ حکمرانی کی بنیاد عدل، مشاورت، مساوات اور جواب دہی پر قائم تھی، جس میں حاکم خود قانون کے سامنے جواب دہ ہوتا تھا۔
3. مجلسِ شوریٰ کا فعال کردار اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اسلامی خلافت ایک جمہوری مزاج رکھتی تھی، نہ کہ شخصی یا مطلق العنان نظام۔
4. صوبائی نظم و نسق، گورنروں کا احتساب، اور مالی شفافیت نے ریاست کو انتظامی استحکام اور عوامی اعتماد فراہم کیا۔
5. فاروقی ماڈل آج کے مسلم معاشروں کے لیے ایک قابلِ عمل، ہمہ گیر اور اصلاحی نظام پیش کرتا ہے، جسے جدید تقاضوں کے مطابق نافذ کیا جا سکتا ہے۔
6. عدل کی فراہمی میں مذہب، نسل، قبیلہ یا سماجی مرتبے کی کوئی تمیز نہ تھی، جس سے ایک مثالی فلاحی معاشرہ وجود میں آیا۔
7. غیر مسلم رعایا کے ساتھ حسنِ سلوک اور مذہبی آزادی نے اسلامی ریاست کو بین الاقوامی سطح پر قبولیت دلائی۔
8. حکمرانوں اور سرکاری اہلکاروں کے لیے سادگی، امانت اور خدمتِ خلق کو لازم قرار دے کر اقتدار کو ذمہ داری بنایا گیا، نہ کہ مراعات کا ذریعہ۔
9. یہ تحقیق واضح کرتی ہے کہ اگر موجودہ مسلم حکمران فاروقی طرزِ حکمرانی کو اپنا لیں تو:
   - کرپشن میں نمایاں کمی
   - انصاف کی فوری فراہمی
   - عوام اور حکومت کے درمیان اعتماد

ریاستیاستحکام جیسے مسائل مؤثر طور پر حل ہو سکتے ہیں۔

حوالہ جات

1. النور، 55:24
2. شبلی نعمانی، مولانا، الفاروق، کراچی دار الاشاعت ۱۹۹۱ء، 28
3. الحدید، 1
4. شبلی نعمانی، الفاروق، 64
5. شبلی نعمانی، الفاروق، ص47
6. شبلی نعمانی، ص48
7. ابو یوسف، یعقوب، قاضی، کتاب الخراج، مترجم مولانا نیاز احمد اوکاڑوی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور ص310
8. الفاروق، ص181

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2026

9. العبسی،الکوفی،ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ،المصنف، محقق سعد بن ناصر، کتاب المغازی، باب ماجاءفی خلافۃابی بکر وسیر تہ فی الردۃ،رقم الحدیث39824
10. ابو یوسف،کتاب الخراج،ص310
11. الفاروق،ص183
12. ابو یوسف،کتاب الخراج،ص322
13. ابو یوسف،کتاب الخراج،ص47
14. ابو یوسف،کتاب الخراج،ص185
15. ابو یوسف،کتاب الخراج187
16. ابو یوسف کتاب الخراج،190
17. ابو یوسف،کتاب الخراج322
18. ابو یوسف،کتاب الخراج319
19. شبلی نعمانی،الفاروق،ص191
20. شبلی نعمانی،الفاروق،ص193
21. شبلی نعمانی،الفاروق ص196
22. شبلی نعمانی،الفاروق ص307
23. شبلی نعمانی،الفاروق،ص303
24. شبلی نعمانی،الفاروق،ص305
25. شبلی نعمانی،الفاروق،ص311
26. شبلی نعمانی،الفاروق،310
27. شبلی نعمانی،الفاروق،ص309
28. البخاري الجعفي، ، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم ، أبو عبد الله ،صحيح البخاري، تحقيق: جماعة من العلماء، الطبعةالسلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر،ج١ص٩،رقم الحديث 7138

OPEN ACCESS